مولانا منظور احمد چنیوٹی تصحیح فرمالیں!

امیر شریعت نے مجلس احرارِ اسلام کو باقی رکھا تھا

ہفت روزہ تکبیر کے شمارہ ۱۴ ستمبر ۱۹۹۵ء میں مولانا منظور احمد چنیوٹی کا انٹرویو شائع ہوا، جسمیں مولانا نے ایک بات تاریخی طور پر غلط کہی ہے۔ مولانا نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا:

"جب پاکستان بن گیا تو سید عطاء اللہ شاہ بخاری کا کہنا تھا کہ ہمارا اختلاف مسجد بننے کی جگہ پر تھا، اب بن گئی ہے تو کوئی اختلاف نہیں ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی جماعت مجلس احرار اسلام ختم کردی۔"

مجلس احرار اسلام کو ختم کرنے والی بات کسی طور پر درست نہیں ہے۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ نے نہ جماعت ختم کی، نہ کبھی اس کو ختم کرنے کا سوچا اور نہ ہی اپنی پوری زندگی میں احرار کو ختم کرنے کے حوالے سے کوئی ایک جملہ کہا۔ اس حوالے سے اگر کچھ فرمایا تو یہی کہ:

"مجلس احرار کا قیام و بقا بہر حال ایک شرعی امر ہے" (صدر احرار ماسٹر تاج الدین انصاری کے نام خط) دسمبر ۱۹۴۷ء

قصہ مختصر یہ ہے کہ:

جنوری ۱۹۴۹ء میں مجلس احرارِ اسلام کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس لاہور میں منعقد ہوا جس میں ملک کے بدلتے ہوئے حالات کے پیش نظر جماعت نے اپنی نئی پالیسی وضع کی۔ اسی موقع پر "دفاعِ پاکستان احرار کانفرنس" بھی منعقد ہوئی جسمیں نئی پالیسی کا اعلان اس وقت کے کنوینر قائد احرار شیخ حسام الدین رحمہ اللہ نے ایک قرار داد کی صورت میں کیا۔ اس کا خلاصہ یہ ہے:

"مجلس احرار اسلام آئندہ ملک کی انتخابی سیاست میں حصہ نہیں لے گی اور اپنی سعی و عمل کو مسلمانوں کے دینی عقائد کو درست رکھنے، خصوصاً مسئلہ ختم نبوت کے تحفظ اور تبلیغی سرگرمیوں تک محدود رکھے گی۔ نیز ملکی و قومی امور میں اپنی رائے ضرور دے گی۔" (حیات امیر شریعت، جانباز مرزا، صفحہ ۳۲۵)

یہ تھی وہ تاریخی قرار داد جس کی غلط تعبیر و تشریح گزشتہ سینتالیس برس سے کی جارہی ہے۔ اور ایک خالی گروہ اس دروغ گوئی کی تبلیغ کے لئے اپنی پوری زندگیاں وقف کئے ہوئے ہے۔ نتیجتہً بعض لوگ اپنی کم علمی اور جہالت کی بنیاد پر اس دروغ گوئی کو ہی سند جان کر مکھی پر مکھی مارتے چلے آرہے ہیں۔ حالانکہ قرار داد میں کوئی ابہام نہیں ہے۔ اور بعد کے واقعات اس بارے میں تمام شکوک و شبہات ختم کردیتے ہیں۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے اس قرار داد کی تائید میں تقریر کی اور پھر وہ مرتے دم تک مجلس احرارِ

اسلام سے وابستہ رہے۔ ۱۹۴۹ء سے ۱۹۵۸ء تک وہ مجلس احرار کے اسٹیج پر ہی سرگرم رہے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریکِ تحفظِ ختم نبوت میں بھی مجلس احرار کے تحت ہی فعال کردار ادا کیا۔

۲ جولائی ۱۹۵۳ء کو جماعت خلافِ قانون قرار دی گئی اور ۱۸ اگست ۱۹۵۸ء کو پابندی ختم ہوئی، ستمبر ۱۹۵۸ء کو ملتان میں مجلس احرار کا جلسہ ہوا جسمیں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے زندگی کا آخری خطبہ ارشاد فرمایا

اسی موقع پر مجلسِ احرار اسلام کی مرکزی عاملہ نے سیاست میں دوبارہ شرکت کی قرارداد منظور کی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی نے یہ بات سہواً کہی یا عمداً یا غلط فہمی کی بنیاد پر بہرحال غلط ہے۔ مولانا بھی تصحیح فرمالیں اور محترم قارئین بھی۔ اس موضوع پر راقم ایک مفصل مضمون اکتوبر ۱۹۹۴ء کے نقیب میں شائع ہوا اور اب نقیب کے امیر شریعت نمبر حصہ دوم میں بھی شامل ہے۔

(بقیہ از ۴۰)

ایک مقام پر، شبلی نعمانی کے متعلق لکھا ہے کہ..... "علمی تصنیف و تالیف کے میدان میں ہماری زبان کے سب سے بانکے شہسوار" !..... بعینہ، ہمیں بھی مولانا عتیق الرحمن سنبھلی مدظلہ کو "شہسوار" کہنے میں کوئی باک نہیں ہے۔

"مجھے ہے حکمِ اذاں" ..... مؤلف مدظلہ کی اپنی تصریح کے مطابق، ان کے منتخب علمی دینی، تنقیدی اور تأثراتی مضامین کا مجموعہ ہے۔ لیکن میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ اسے "مجموعہ" کہوں یا "گلدستہ"؟ فی الواقعہ یہ مجموعہ نہیں عطر مجموعہ ہے اور گلدستہ نہیں عطر گلدستہ ہے! حضور رسالت مآب ﷺ کے ایک سچے اور غیرت مند امتی، فہمِ قرآن میں منفرد ذوق سے متصف مفسّر، جدید سیکولرازم کی فلسفیانہ موشگافیوں سے باخبر عالمِ دین، تجدید و احیاءِ دین کے نام پر تجدد پسندی کا ثبوت دینے والوں کے ناقد اور "وحدت ادیان" اور "انکارِ حدیث" کے فتنوں میں کارفرما الحادی زہرناکی کے مقابل کار تریاقی میں مصروف صاحبِ قلم کے ان مضامین کی ایک ایک سطر ایک ایک صفحہ پر جو چیز دلکشی کا باعث ہے، وہ ہے علمی تبحر، رفعتِ فکر، وسعتِ نظر اور خلوصِ دل! حضرتِ مؤلف نے بجا طور پر اپنی زبان اور لہجے کے اعتدال کا ذکر کیا ہے۔

ع..... ایک وہ ہیں جنہیں تحریر بنا آتی ہے